حفیظ جالندھری

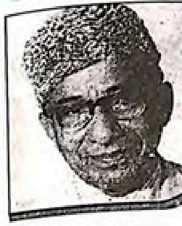

پیدائش: ۱۹۰۰ء

وفات: ۱۹۸۲ء

محمد حفیظ نام اور حفیظ ہی تخلص تھا۔ جالندھر میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حافظ شمس الدین تھا۔ اُن کے اُستاد اُنھیں ابوالاثر حفیظ کہتے تھے اور وہ اسی نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم جالندھر ہی میں ہوئی۔ وہ خاندانی حالات اور خانگی ذمہ داریوں کی وجہ سے اپنی تعلیم مکمل نہ کر سکے۔ وہ بائیس سال کی عمر میں جالندھر سے لاہور آئے۔ یہاں کی ادبی فضا میں ان کے ادبی جوہر خوب کھلے اور جلد ہی وہ اپنے دور کے ممتاز شعرا میں شمار ہونے لگے۔

اُنھوں نے پاکستان کا قومی ترانہ اور اسلام کی منظوم تاریخ ''شاہنامۂ اسلام'' کے عنوان سے رقم کی۔ اِن دونوں تخلیقات نے اُنھیں زندۂ جاوید بنا دیا۔

حفیظ بنیادی طور پر گیت نگار ہیں۔ اُن کے گیت جذبات اور لطافت سے بھرپور ہیں۔ وہ عام طور پر چھوٹی اور مترنم بحریں استعمال کرتے ہیں۔ اُن کی شاعری کی خصوصیت غنایت اور شگفتگی ہے۔ اُن کی شاعری میں ہندی الفاظ کا بے تکلفانہ انداز، ان کے کلام میں مٹھاس پیدا کر دیتا ہے۔ انھوں نے نظموں میں قابلِ قدر تجربے بھی کیے۔ سادگی، دلکشی، موسیقیت، تغزل، منظر کشی، ندرتِ تشبیہات، مقصدیت اور متنوع بحروں کا استعمال ان کے کلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

تصانیف:۔ سوز و ساز، تلخابہ شیریں، تصویرِ کشمیر، بہار کے پھول، نغمہ زار، حفیظ کے گیت، حفیظ کی نظمیں اور چیونٹی نامہ۔

جلوۂ سحر

چلا ستارۂ سَحر | سنا کے صبح کی خبر
زمیں پہ نور چھا گیا | فلک پہ رنگ آگیا
تمام زادگانِ شب | چمک چمک کے سو گئے
شرارِ آسمانِ شب | دمک دمک کے سوگئے
ستارے زرد ہو چکے | چراغ سرد ہو چکے
وہ ٹمٹما کے رہ گئے | یہ جھلملا کے رہ گئے
چلا ستارۂ سحر | سنا کے صبح کی خبر

☆

یکایک ایک نور کا | غبار شرق سے اٹھا
وہ رفتہ رفتہ بڑھ چلا | اور آسماں پہ چھا گیا
حسینۂ نمود نے | سِیَہ نقاب اٹھا دیا
فُسُوں گرِ شُہُود نے | طِلِسمِ شب مٹا دیا
یکایک ایک تازگی | یکایک ایک روشنی
نگاہِ جاں میں آگئی | حیات میں سما گئی
یکایک ایک نور کا | غبار شرق سے اٹھا

☆

عبادتوں کے در کھلے — سعادتوں کے در کھلے
درِ قبول وا ہوا — دُعا کا وقت آ گیا
اذان کی صدا اٹھی — جگا دیا نماز کو
چلی ہے اٹھ کے بندگی — لیے ہوئے نیاز کو
صنم کدہ بھی کھل گیا — اُٹھا ہے شور سنکھ کا
چلو نمازیو! چلو — اُٹھو پجاریو ! اُٹھو
عبادتوں کے در کھلے — سعادتوں کے در کھلے

کسان اٹھ کھڑے ہوئے — مویشیوں کو لے چلے
کہیں مزے میں آ گئے — تو کوئی تان اڑا گئے
یہ سرد شبنمی ہوا — یہ صحت آفریں سماں
یہ فرش سبز گھاس کا — یہ دل فریب آسماں
بسے ہوئے پریت میں — ہیں محو ان کے گیت میں
کہاں ہیں شہر کے مکیں — وہ بے نصیب اُٹھے نہیں
کسان اٹھ کھڑے ہوئے — مویشیوں کو لے چلے

اٹھی حسینۂ سحر — پہن کے سر پہ تاجِ زر
لباسِ نور زیبِ بر — چڑھی فرازِ کوہ پر
وہ خندۂ نگاہ سے — پہاڑ طُور بن گئے
وہ عکسِ جلوہ گاہ سے — سحاب نور بن گئے
نوائے جوئبار اُٹھی — صدائے آبشار اُٹھی
ہواؤں کے رباب اُٹھے — خوش آمدید کے لیے
اٹھی حسینۂ سحر — پہن کے سر پہ تاجِ زر

(سرمایۂ اُردو، انتخاب از حافظ محمود شیرانی)

مشق

۱۔ ''جلوۂ سحر'' میں پیش کیا گیا صبح کا منظر اپنے الفاظ میں بیان کریں۔
۲۔ اس نظم میں صبح کا منظر بڑی خوب صورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ شام کے منظر کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔
۳۔ آخری بند میں شاعر نے صبح کو ''حسینۂ سحر'' کے ایک کردار کی صورت میں پیش کرتے ہوئے اس کے استقبال کو کن لفظوں میں بیان کیا ہے؟
۴۔ جملے بنائیں۔
یکا یک۔ سعادت۔ صحت آفریں۔ جلوہ گاہ۔ جوئبار۔ آبشار۔
۵۔ کنایہ کی تعریف کریں اور مثالوں کی مدد سے وضاحت کریں۔